قصص قرآن

حسنین گردیزی

مقدمہ :

قرآن کریم آخری آسمانی کتاب ہے جو تمام نبیوں کے سردار اور خاتم حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ قرآن آنحضرت کا زندہ جاوید معجزہ بھی ہے اور الٰہی ہدایت کی کتاب بھی قرآن مجید کے بہت سے مقاصد اور اہداف ہیں لیکن ان میں سے عمدہ ترین اور اہم ترین مقصد انسانیت کی زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی اور ہدایت کرنا ہے قرآن کی متعدد آیات میں قرآن کے اس اہم ہدف کی وضاحت کی گئی ہے :

سورہ بقرہ کی ابتداء میں ارشاد ہوتا ہے :

ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ

یہ وہ باعظمت کتاب ہے جس میں کوئی شک وشبہہ نہیں اور یہ متقی افراد کے لیے ہدایت ہے۔ (۱)

سورہ بقرہ میں ہی ایک اور مقام پر آیا ہے :

فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

اس نے حکم خدا سے اس قرآن کو آپ کے دل پر اتارا ہے یہ گذشتہ آسمانی کتب کی تصدیق کرتا ہے اور مومنین کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ (۲)

اسی سورہ کی آیت ۱۸۵ میں ارشاد ہوتا ہے :

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ

ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جس میں لوگوں کیلئے راہنمائی اور ہدایت کی نشانیاں ہیں اور وہ حق وباطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔ (۳)

سورہ انعام میں قرآن کے اس ہدف کو یوں بیان کیا گیا ہے :

فَقَدْ جَآئَكُمْ بَيِّنَة" مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ هُدًى وَّ رَحْمَة"

اب تمہارے پروردگار کی جانب سے روشن دلیلیں، ہدایت اور رحمت آگئی ہے۔ (۴)

اسی مطلب کو سورہ یونس میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَة" مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَاء" لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَة" لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اے لوگو! تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارے لیے نصیحت اور موعظہ آچکا ہے جو کچھ سینوں میں ہے اس کے لیے یہ باعث شفاء ہے اور مومنین کے لیے ہدایت اور رحمت ہے۔ (۵)

سورہ نحل کی دو آیات میں قرآن کے ہدایت کے پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے:

وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَىْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

یہ کتاب ہم نے آپ پر اتاری ہے جو ہر چیز کو واضح کرتی ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔ (٦)

لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

تاکہ اہل ایمان کو ثابت قدم کر دے اور یہ تمام مسلمانوں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ (۷)

اسی طرح سورہ نمل کی آیت میں بتایا گیا ہے:

هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

یہ ہدایت اور بشارت ہے مومنین کے لیے۔ (۸)

اور سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا گیا ہے:

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ

اور بے شک یہ قرآن بالکل سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے۔ (۹)

اور فرمایا گیا:

مَافَرَّطْنَا فِى الْكِتٰبِ مِنْ شَىْءٍ

ہم نے کسی چیز کو اس کتاب میں فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ (۱۰)

ان آیات مبارکہ میں اور دیگر آیات میں قرآن کی ان صفات کو بیان کیا ہے: ہدایت ہے (انسانوں کے لیے مومنین کے لیے، متقین کے لیے) بشارت اور رحمت ہے مومنین کے لیے، موعظہ ہے اور شفاء ہے۔ پس بطور خلاصہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم انسان کی مادی اور معنوی سعادت و کمال کے راستے کی راہنمائی اور اس کی صراط مستقیم کی

طرف ہدایت کرتا ہے اور اس کی روحانی اور اخلاقی بیماریوں کے لیے شفاء ہے۔ خالق انسان نے انسان کی ہر قسم کی ضروریات کے ہر پہلو اور ہر جہت کو اپنی حکمت بالغہ کے مد نظر رکھا ہے اور

ما فرّطنَا فی الْکتَاب منْ شیءٍ

ہم نے کسی چیز کو اس کتاب میں فروگذاشت نہیں کیا ہے۔ (۱۱)

کے مصداق کے طور پر کمال و سعادت کے کسی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ قرآن کے جملہ معارف میں سے "قصص" ہیں۔ لہذا ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے اغراض واہداف کے قالب اور پر تو میں یہ قصص بیان ہوئے ہیں اور مجموعی طور پر قرآن کے جو اہداف ہیں یعنی انسانی ہدایت' کمال و سعادت کی طرف راہنمائی اور انسانوں کی تربیت وہی ان قصص کے اہداف و مقاصد ہیں۔

چونکہ انسان کی طبع " و لکن لا تحبون الناصحین" کے مطابق صریح امر و نہی سے گریزاں ہے اس لیے قرآن نے ایک مہربان اور حاذق طبیب جو کڑوی اور تلخ دوا کو کیپسول کی شکل میں اس پر میٹھا غلاف چڑھا کر مریض کو دیتا ہے' کی طرح زندگی کی حقیقتوں اور سعادت کے بنیادی مسائل کو "قصص تاریخی" کے شرین لبادہ میں پیش کیا ہے۔ دوسروں کا تذکرہ کر کے 'اپنے پیروکاروں پر شقاوت اور سعادت کی راہوں کو روشن کیا ہے تاکہ آئین ہدایت اور اتمام حجت عملی جامعہ پہن سکے اور "قرآنی قصص تاریخی" کے مطالعے سے تدریجاًیہ ہدایت اس کی عقل باطنی اور شعور میں نفوذ کرنے اور پھر اس کے نتیجے میں اس کا وجدان اور ضمیر روشن ہو جائے اور وہ الہی انسان بن جائے۔

قصص قرآن کا امتیاز انکے ترتیبی مقاصد اور اعلی اہداف ہیں ان قصوں کو پڑھنے والا تہذیب نفس' جمال روح' روشن ضمیری' گہری سوچ' غور و فکر کی باریکیوں اور ادب و حکمت کے اسرار سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ عصر حاضر کے بہت بڑے مفسر علامہ طباطبائی قرآن میں قصص کا ہدف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

قرآن' کتاب تاریخ کے عنوان سے نازل نہیں ہوا کہ ہمارے لیے گذشتہ لوگوں کی اچھی اور بری باتیں نقل کرے۔ بلکہ قرآن' کتاب ہدایت ہے جو انسانوں کی سعادت کے اسباب و عوامل اور واضح حق کو لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے اور ان چیزوں کی تشریح کرتا ہے تاکہ لوگ ان پر عمل کریں اور دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کریں۔ قرآن کبھی کبھی سابقہ انبیاء اور گذشتہ امتوں کے واقعات کے کسی ایک پہلو پر روشنی ڈالتا ہے کہ تاکہ بندوں کے درمیان سنت الہی کو واضح کر دے۔ اس ذریعے سے خدا کی عنایت اور توفیق جن کے شامل حال ہو جائے وہ ان واقعات سے نصیحت حاصل کریں اور عبرت پکڑیں نیز دوسروں کے لیے اتمام حجت ہو جائے۔ (۱۲)

اس مضمون میں "قصص قرآن" کے بارے میں بطور کلی بحث کی جائے گی اور ان کے اہداف اور مختلف پہلوؤں کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

قصص کا لغوی مفہوم :

لفظ ''قصص'' مصدر ہے اور مفرد ہے۔ اس کے مختلف معانی میں سے ایک قصہ یعنی داستان ہے جس کی جمع ''قصص'' ہے اور یہ اسم ہے لغت میں لفظ قصص اور اس کے مشتقات کے دیگر معانی یہ بیان ہوئے ہیں :

(۱) کسی کے پیچھے پیچھے جانا' تعاقب کرنا۔
(۲) واضح اور صاف بیان کرنا۔
(۳) کسی بات کو نقل کرنا۔
(۴) کسی چیز سے دوسرے کو آگاہ کرنا۔
(۵) کسی کے متعلق گفتگو کرنا۔
(۶) مکتوب۔
(۷) داستان' قصہ یا سرگذشت۔
(۸) امر اور گفتگو۔

داستان کو قصہ اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ اس میں واقعات پے در پے اور یکے بعد دیگرے بیان ہوتے ہیں۔ اس کی مختلف کڑیاں آپس میں مربوط ہوتی ہیں اور ایک بعد دوسری کڑی سامنے آجاتی ہے۔

قرآن و استعمال :

قرآن مجید میں لفظ قصص اور اس کے مشتقات ۲۶ مقامات پر استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن کی تفاسیر' قرآن کی کتب لغات اور اہل لغت کے قرآن کی آیات سے استشہاد کی روشنی میں اس لفظ اور اس کے مشتقات قرآن میں درج ذیل معنوں میں استعمال ہوئے ہیں اور اپنے لغوی مفہوم سے چنداں تفاوت نہیں رکھتے۔

(۱) تعاقب اور جستجو و تلاش۔ ارشاد الٰہی ہے :

وَ قَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّيْهِ

حضرت موسیٰ کی ماں نے ان کی بہن سے کہا : ان کا پیچھا اور تعاقب کرو۔ (۱۳)

قرآن ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے :

فَارْتَدَّا عَلٰى آثَارِهِمَا قَصَصاً

پھر وہ اسے تلاش کرتے ہوئے اسی راستے سے واپس آئے۔ (۱۴)

(۲) واضح بیان کرنا۔ ارشاد خداوندی ہے :

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

یعنی ہم تمہارے لیے بہترین اور واضح و روشن طریقے سے بیان کرتے ہیں۔ (۱۵)

اگر اسے اسم کے معنی میں لیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم بہترین سرگذشت تمہارے لیے بیان کرتے ہیں۔ (۱۶)

(۳)　حکایت کرنا۔ ارشاد الٰہی ہے :

لاَ تَقْصُصْ رُئْیَاكَ عَلٰی اِخْوتكَ

یعنی اپنے خواب کو انہیں نہ بتانا۔ (۱۷)

یا قرآن کی یہ آیت اس معنی میں ہو سکتی ہے :

لَقَدْ كَانَ فِی قِصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِاُوْلِی الاَلْبَابِ

ان کے واقعات کے بیان کرنے میں ' حکایت کرنے میں صاحبان عقل کے لیے عبرت اور نصیحت ہے۔ (۱۸)

(۴)　کسی چیز کی خبر دینا۔ قرآن میں ارشاد ہے :

فَلَمَّا جَآئَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ

انہوں نے اپنے واقعہ سے اسے آگاہ کیا اور اس کی خبر دی۔ (۱۹)

(۵)　امر ' واقعہ ' سرگذشت۔ ارشاد ہوتا ہے :

فَلَمَّا جَآئَهٗ وَ قَصَّ عَلَیْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ

حضرت موسیٰ نے اپنے واقعات ان کے سامنے ذکر کیے۔ (۲۰)

(۶)　بات کرنا۔ ارشاد ہوتا ہے :

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ یَقُصُّ الْحَقَّ

وہ حق بات کہتا ہے۔ (۲۱)

اصطلاحی مفہوم :

قصے کا اصطلاحی مفہوم اس کے لغوی معنی سے اس قدر قریب ہے کہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کا اصطلاحی معنی وہی ہے جو لغت میں ہے۔ کامل حسن محامی نے قصے کی یوں تعریف کی ہے :

قصہ زندگی یا زندگی کے ایک حصے کو بیان کرنے کا ذریعہ ہے جو ایک یا چند باہم مربوط واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر قصے کا آغاز اور انجام ہوتا ہے۔ (۲۲)

عبدالکریم خطیب نے قصے کی یوں وضاحت کی ہے :

جب ہم قصے کے لغوی معنی کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ اس قرآنی مفہوم سے مناسبت رکھتا ہے قصہ ' مشتق ہے قصص سے ' جس کے معنی جستجو اور تعاقب ہے یعنی ایک واقعے کی جستجو اور پیچھا کرنا ہے خداوند نے قرآن میں فرمایا ہے '' قالت لاختہ قصیہ '' یعنی اس کا کھوج لگاؤ کہ معاملہ کہاں ختم ہوتا ہے۔ قرآنی قصے گذشتہ وقایع اور حوادث

کی ٹوہ میں اور کھوج میں بیان ہوئے ہیں اور قرآن انہیں اپنے مطمع نظر کے مطابق بیان کیا ہے اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن نے جن واقعات کو قصے کے عنوان سے ذکر کیا ہے وخبر (نبا) کے کلی مفہوم کے مترادف ہے۔ (۲۳)

فروغ اللغۃ نے قصے کی یوں تعریف کی ہے:

حدیث اور قصے میں فرق یہ ہے کہ قصہ حدیث سے زیادہ طولانی ہوتا ہے اکثر گذشتہ لوگوں کے حالات کو بیان کرتا ہے "نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ" عربی زبان میں قصے کا اصلی معنی کسی چیز کے پیچھے جانا ہے اور چونکہ قصے میں بعض واقعات دوسروں کے بعد اور پیچھے ہوتے ہیں اس لیے اسے قصہ کہا جاتا ہے" (۲۴)

چونکہ ہماری بحث قصص قرآنی کے بارے میں ہے لہذا ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ قرآن کے اور دیگر ادبی قصوں میں کیا فرق ہے جو ہر قوم وملت کی ادبیات میں داستان' افسانہ اور رومان کی صورت میں رائج ہیں۔ سب سے پہلے ہم ادبی اور فنی قصے کی تعریف عرب کے مصنفین کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کا قصص قرآنی سے موازنہ کریں گے۔

(۱) عبدالکریم خطیب مصری دانشور قصے کی یوں تعریف کرتے ہیں:

فنی قصے میں فقط تاریخی حقائق پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ ان کا محور اور مرکز خیالی عصر ہوتا ہے قصہ لکھنے والا اپنے تخیل کی بنا پر واقعات کو اپنی مرضی کے مطابق تشکیل دیتا ہے اور ہر واقعہ کی شکل وصورت میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ (۲۵)

(۲) محمد احمد خلف اللہ فنی وادبی قصے کی یوں وضاحت کرتے ہیں:

لغت کے علمائے قصے کی تعریف میں مبہم اور ناقص مطلب بیان کیے ہیں۔ مفسرین نے اہل لغت کے اقوال کے علاوہ قرآن میں دینی قصوں کی موجودگی کی بات کی ہے۔

لیکن کسی نے بھی قصے کے اصلی اور رائج مفہوم کو بیان نہیں کیا ہے۔ ادبی قصہ داستان کے مختلف واقعات و حوادث کے بارے میں قصہ پرداز کے تخیلات کے حاصل اور نتیجے سے عبارت ہے۔ جو قصے کے ہیرو کے ذریعے انجام پائے ہیں حالانکہ واقع میں اس ہیرو کا وجود ہی نہیں ہوتا یا اگر وجود ہوتا ہے تو اس قسم کے واقعات اس سے انجام نہیں پائے ہوتے (یعنی یہ قصے کا ہیرو بناوٹی ہوتا ہے یا واقعہ بناوٹی ہوتا ہے) یا واقعہ تو وقوع پذیر ہوتا ہے لیکن اس شکل وصورت میں نہیں ہوتا جو داستان میں بیان ہوا ہے بلکہ اس واقعے کی ترتیب و تنظیم مصنف کی طرف سے ہوتی ہے۔ قصہ پرداز اس میں کمی وبیشی کرتا ہے اس کی نوک پلک سنوارتا ہے اور اسے ایک حقیقی اور تاریخی شخصیت کی حدود سے نکال کر ایک خیالی اور افسانوی کردار بنا دیتا ہے اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اسے ایک ادبی فن پارہ بنادے۔ (۲۶)

خلاصہ یہ ہوا کہ فنی اور ادبی قصوں میں لکھنے والے کا عنصر تخیل بنیادی کردار ادا کرتا ہے باالفاظ دیگر کہا جاسکتا ہے کہ ادبی داستان قصہ پرداز کے تخیلات کی پیداوار ہے۔ اگرچہ وہ اس کا اصلی مواد تاریخ اور فطرت سے حاصل کرتا

ہے لیکن اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنے مخاطبین کو متاثر کرنے کے لیے بہت سی عجیب و غریب اور خلاف واقع باتوں اور چیزوں کو شامل کر کے انہیں ہیجانی کیفیت سے دوچار کرے۔ اسی لیے قصوں میں بہت سے خارق عادت کام وقوع پذیر ہوتے ہیں جو عام انسان کی قدرت سے ماوراء ہوتے ہیں۔

قصص قرآن' موضوع کے اعتبار سے' انداز بیان اور اسلوب کے لحاظ ہدف کے اعتبار سے اور قصے کے تشکیل دہندہ عناصر کے لحاظ سے مروجہ ادبی داستانوں اور قصوں سے کوئی شباہت نہیں رکھتے۔ بلکہ مختلف جہات سے قرآنی اور مروجہ قصوں کے درمیان گوناگون فرق پائے جاتے ہیں۔

قصص قرآنی کا امتیاز تربیتی مقاصد اور عالی اہداف کی وجہ سے ہے۔ قصص قرآنی میں یکسانیت نہیں بلکہ تنوع ہے ان میں کبھی مکالمہ ہے کبھی محاورہ ہے' کبھی دلیل و برہان کی بات ہے کبھی عبرت کے حساس نکات کی طرف اشارہ ہے۔ ان کے کچھ حصے انداز اور خوف دلانے والے اور کچھ بشارت اور امید دلانے پر مشتمل ہیں۔ ان کے بعض حصے اعلیٰ اخلاقی مطالب پر مبنی ہیں جو انسان کو پاکیزگی کا درس دیتے ہیں اور اس کی فطرت اور سرشت میں نکھار پیدا کرتے ہیں۔ ادب و حکمت کے سوتے ان سے پھوٹتے ہیں۔ اصلاح نفس اور تہذیب انسان کے لیے مختلف راستوں کی نشاندہی ان میں کی گئی ہے۔

قرآن نے ان قصوں میں بہت سے انبیاء ان کی اقوام' ان کے احکام' اور ان امتوں جو ہدایت سے بہرہ مند تھیں اور زمین پر اقتدار و حکومت کی مالک تھیں' سب کے حالات و واقعات کو موثر ترین اور قوی ترین اسلوب میں بیان کیا ہے۔

اسی طرح وہ اقوام جو ذلت و گمراہی کی وادیوں میں کھو گئیں اور بدبختی و ہلاکت ان کا مقدر بنی اور ان کے علاقے تباہ اور برباد اور ویران ہو گئے ان کی سرگذشتوں اور داستانوں کو دقیق اور جدید انداز سے پیش کیا تاکہ ان قصص کا مطالعہ کرنے والے ان سے اپنی ہدایت اور عبرت کا سامان فراہم کریں۔

قرآن کے قصے ادبی اور فنی لحاظ سے اعلیٰ مراتب پر ہیں لیکن یہ تخیلات' وہمیات اور خرافات سے پاک و منزہ ہیں۔ قرآن خود اس مطلب کی وضاحت کرتا ہے :

لَا یَاْتِیهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ

یعنی کوئی باطل نہ تو اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے سے' گویا باطل کا اس قرآن کے قریب سے بھی گزر نہیں ہوا۔ (۲۷)

قصص قرآنی کی تقسیم بندی :

قرآن کریم میں قصے تین شکلوں میں بیان ہوئے ہیں :

(۱) انبیاء کے قصے :

اس قسم میں انبیاء الٰہی کی اپنی قوم کو دعوت کے واقعات ُاللہ کی طرف سے انہیں دیے گئے معجزات ُمخالفین اور دشمنوں کی مخالفت اور عداوت ُدعوت کے مختلف مراحل ُمومنین کی کامیابیوں اور ہٹ دھرمی اور تکذیب کرنے والے کے برے انجام کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جیسے حضرت نوح ُحضرت ابراہیم ُحضرت موسیٰ ُحضرت ہارون اور حضرت عیسیٰ کے قصے ہیں۔

(۲) دیگر شخصیات کے نصیحت آموز واقعات :

ان قصوں میں ان اشخاص کے واقعات بیان ہوئے ہیں جن کی نبوت ثابت نہیں ہے یا سبق آموز حادثات کو ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً ہزاروں افراد پر مشتمل ایک قوم ُموت کے ڈر سے اپنے گھر بار چھوڑ کر صحراؤں میں چلی گئی ُاس کا قصہ یا طالوت اور جالوت کا قصہ حضرت آدم کے بیٹوں ُاصحاب کہف ُذی القرنین ُقارون ُاصحاب سبت ُحضرت مریم ُاصحاب اخدود اور اصحاب فیل کی طرح کی داستانیں دوسری قسم میں شمار ہوتی ہیں۔

(۳) پیغمبر اسلام کے دور سے مربوط واقعات :

قرآن میں آنحضرت کے دور نبوت کی داستانیں بھی بیان ہوئی ہیں خواہ پیغمبر اکرم کا ان واقعات میں کوئی کردار تھا یا نہ تھا۔ اس قسم میں ہم جنگ بدر ُاحد ُحنین ُتبوک ُاحزاب ُہجرت اور معراج کے واقعات کو شامل کر سکتے ہیں۔

ایک اور اعتبار سے قصص قرآنی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

(۱) تاریخی قصے : خود قرآن نے اس قسم کے قصوں کو کبھی قصے اور کبھی نبا (خبر) سے تعبیر کیا ہے۔

(۲) تمثیلی قصے : قرآن نے ان کے بارے میں امثال یا مثل کی تعبیر استعمال کی ہے۔ اگرچہ یہ دوسری قسم (قصہ تمثیلی) حقیقت میں قصص تاریخی کے عنوان کے تحت آتی ہے کیونکہ قرآن میں مثل بھی تاریخی حقیقت کی حکایت کرتی ہے لیکن مثل میں خود وہ واقعہ یا شخصیت مورد نظر نہیں تھی بلکہ اس کا نتیجہ اور انجام موجودہ صورتحال سے شباہت رکھتا تھا لہذا وعظ و نصیحت اور حال و مستقبل میں درس دینے کے لیے مثل کو بیان کیا گیا۔ اس لیے قصوں کی یہ قسم ایک تاریخی واقعہ کو بیان کرنے کی حالت سے نکل کر مثل یا مثال کی شکل میں مذکور ہوئی ہے۔

واضح رہے کہ علماء اور دانشوروں کی ایک قلیل تعداد قرآن میں تمثیل کی قائل ہے جو مطابق باواقع نہیں ہے یعنی فرضی واقعہ بیان کیا گیا جو بذاتہ مقصود نہیں بلکہ اصلی مقصد کو بیان کرنے کا وسیلہ ہے۔ اس نظریے کو علوم قرآن کے ماہرین اور علماء نے محکم دلائل سے رد کیا ہے۔ اجمالی طور پر ہم صرف اتنا کہتے ہیں کہ قرآن میں مذکور تمام قصے اور

واقعات مطابق باواقع ہیں، حقیقت پر مبنی ہیں اور خارج میں ان کا وجود تھا لیکن چونکہ قرآن کا مقصد تاریخ نویسی نہیں تھا بلکہ ان واقعات کو قرآن نے عبرت و نصیحت اور موعظہ کے عنوان سے ذکر کیا ہے اس لیے قرآن نے کسی واقعہ کی جزئیات اور حتی بعض اوقات اشخاص کے ناموں کو ذکر کرنے سے بھی گریز کیا ہے۔

حواشی و مصادر

(۱) بقرہ،۲ (۲) بقرہ،۹۷ (۳) بقرہ،۱۸۵

(۴) انعام،۱۵۷ (۵) یونس،۵۷ (۶) نحل،۸۹

(۷) نحل،۱۰۲ (۸) نمل،۲ (۹) بنی اسرائیل،۹

(۱۰) انعام،۳۸ (۱۱) الانعام،۳۸

(۱۲) طباطبائی، محمد حسین، المیزان فی تفسیر القرآن، ج۔۱۰، ص۔۲۴۷

(۱۳) (قصص، ۱۱) صحاح، ج۔۳، ۱۵۱، معجم مقاییس اللغة، ج۔۵، ص۔۱۱، لسان العرب، ج۔۷، ص۔۷۴، قاموس المحیط، ج۔۲، ص۔۳۲۵، تاج العروس، ج۔۱۸، ص۔۱۰۴

(۱۴) (کہف، ۶۴) تاج العروس، ج۔۱۸، ص۔۹۸، مجمع البحرین، ج۔۳، ص۔۱۴۸۵، قاموس قرآن، ج۔۲، ص۔۱۷۷، التحقیق فی کلمات القرآن، ج۔۹، ص۔۲۷۷، مفردات راغب، ص۔۴۱۳

(۱۵) یوسف،۳ (۱۶) مفردات راغب، (مادہ قصص) ص۔۳۱۴۳،۴۱۴

(۱۷) (یوسف،۵) تاج العروس، ج۔۱۸، ص۔۱۰۰، مجمع البحرین، ج۔۳، ص۔۱۴۸۴

(۱۸) (یوسف،۱۱۱) مجمع البحرین، ج۔۳، ص۔۱۴۸۵

(۱۹) (قصص،۲۵) معجم الفاظ القرآن الکریم، ج۔۲، ص۔۳۹۹

(۲۰) (قصص،۲۵) لسان العرب، ج۔۷، ص۔۷۴، قاموس قرآن، ج۔۲، ص۔۱۷۷۔

(۲۱) (الانعام،۵۷) مجمع البحرین، ج۔۳، ص۔۱۴۸۵، لسان العرب، ج۔۷، ص۔۷۴، قاموس قرآن، ج۔۲، ص۔۱۷۷، مجمع البحرین، ج۔۳، ص۔۱۴۸۴

(۲۲) محامی کامل حسن، القرآن والقصہ والحدیثة، ص۔۹

(۲۳) خطیب، عبدالکریم، القصص القرآن فی منطوقہ و مفہومہ، ص۔۳۴

(۲۴) سجادی، سید جعفر، فرہنگ معارف اسلامی، ج۔۲، ص۔۱۴۸۷، نقل از فروغ اللغة، ص۔۲۹

(۲۵) خطیب، عبدالکریم، القصص القرآنی فی منطوقہ و مفہومہ، ص۔۱۱۶

(۲۶) خلف جللہ، محمد احمد الفن القصصی فی القرآن، ص۔۱۱۶ (۲۷) حم سجدہ۔۴۲